رویتِ ہلال اور
اختلافِ مطالع
خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم ہند، امامِ علم وفن
مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی، انڈیا
ناشر
ادارہ عرفان التوقیت

786

Team of Misbahi Library

Names	Contact N
Md Khubaib Raza Misbahi	9984903158
Md Asjad Raza Misbahi	8948518993
Md Ahmad Ali Misbahi	9920278913
Md Abdur Rahman Misbahi	8009186120

Creator :

Md Saif Khan Misbahi
8081414883

Date

رویتِ ہلال اور اختلافِ مطالع

خلیفۂ حضور مفتیِ اعظم ہند، امامِ علم و فن

مولانا خواجہ مظفر حسین رضوی پورنوی، انڈیا

ناشر

ادارہ عرفان التوقیت

فون نمبر: 3531226 332 92+

fb.com/ilmetauqeet

تعارف مصنف: امام علم وفن کی عبقری شخصیت

محمد احمر رضوی، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ۔

دانائے علم وادب میں بڑے بڑے باکمال اہل نظر وفکر اور صاحب علم و ہنر حضرات مثل آفتاب و ماہتاب کے چمکتے دمکتے نظر آئے اور پھر اپنے کارہائے نمایاں انجام دے کر روپوش ہو گئے، مگر ان میں بہت ایسے بھی ہوئے جو نقوشِ حیات اور آثارِ باقیات چھوڑ گئے اور یہی ان کے لئے حیاتِ جاودانی اور تذکرہ دائمی کا ذریعہ اور سبب بن گئے۔ انہیں باکمال اوصاف ہستیوں میں امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین بھی ہیں، جن کی ذہانت وذکاوت، علمی گہرائی، امعان نظر، تدریسی کمال، یہ امور محتاج بیاں نہیں۔ امام علم وفن کا علم وفن کسی ایک جہت میں محصور نہیں رہتا، بلکہ زندگی، سماج، معاشرہ، ملکی اور غیر ملکی حالات ان کی گرفت میں ہوتے ہیں۔ ان کی شخصیت کہیں بھی ہو، مگر ان کے فکر وفن اور شعور و ادراک نہ جانے کہاں کہاں سفر کرتے ہیں اور ان کی اڑانیں کہاں کہاں ہوتی ہیں؟ آپ کی غیر معمولی ذہانت اور علمی عظمت وکمال کے پیش نظر آپ کو صاحبان علم وفضل کے درمیان 'خیر الاذکیأ' اور 'امام علم وفن' کے عظیم وو قیع القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

عام لوگ اگرچہ اس بات کو نہ سمجھ سکتے ہوں، لیکن جو افراد فکر وفن سے آشنا اور علم وادراک سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ آپ کیا ہیں؟ ایسی شخصیت کو 'خواجہ امام علم

وفن، سے تعبیر کرنا یہ صرف عمومی تعبیر ہے، مختصراً کہہ لیجئے کہ آپ (1) علم القرآن (2) علم حدیث ،(3) اصول حدیث (4) فقہ (جملہ مذاہب)،(5) اصول فقہ (6) تفسیر (7) عقائد (8) کلام (9) جدل (10) معانی (11) بیان (12) بدیع (13) منطق (14) مناظرہ (15) فلسفہ (16) تکسیر (17) ہیئت (18) حساب (19) توقیت (20) مثلث کروی (21) مثلث مسطح (22) مربعات (23) جفر وغیرہا، میں کمال کا درجہ رکھتے ہیں ایک شخص وہ ہوتا ہے جس کے پاس علوم تو ہوتے ہیں مگر وہ ان علوم میں اپنا کوئی ورثہ نہیں چھوڑتا اور ایک شخص وہ ہوتا ہے جو اپنے بعد والوں کے لیے ورثہ چھوڑ جاتا ہے، حضرت خواجہ امام علم وفن نے ان علوم میں صرف مہارت ہی نہیں حاصل کی ، بلکہ ان علوم میں انھوں نے اچھا خاصہ ذخیرہ چھوڑا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت امام علم وفن کا شمار دور حاضر کے ان علما و محققین میں ہوتا ہے، جن کے اقوال وآرا، تحقیق وتدقیق اور فکر ونظر کو استاذ کا درجہ حاصل ہے، بلکہ حضرت امام علم وفن کو کچھ فنون پر ایسا عبور وکمال حاصل ہے جو خاص انہی کا حصہ ہے؛ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ پر کئی تحقیقی مقالے ایسے اہم موضوعات پر لکھے ہیں جن پر کسی نے آج تک لکھنے کی ہمت نہیں کی، حالاں کہ اعلیٰ حضرت پر لکھنے والوں کا عظیم قافلہ ہے۔

امام علم وفن نے تحقیقاتِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں جو مقالے سپرد قلم کیے ہیں ان کے کچھ عنوانات یہ ہیں (۱) امام احمد رضا اور جبر ومقابلہ (۲) امام احمد رضا اور علم تکسیر

(۳) امام احمد رضا اور علم جفر (۴) امام احمد رضا کی علم ہندسہ پر نقد ونظر (۵) امام احمد رضا اور علم المساحت (۶) امام احمد رضا اور علم لوگارثم (۷) امام احمد رضا اور علم مثلث (۸) امام احمد رضا اور مثلث کروی (۹) امام احمد رضا اور ربع مجیب (۱۰) امام احمد رضا اور اسطرلاب (۱۱) امام احمد رضا اور خلا پیمائی ۔ اور یہ حقیقت ہے کہ امام احمد رضا کے علوم وفنون کے مظہر ومعارف، ملک العلما کے پرتو، خداداد صلاحیتوں کے مالک، کسبی اور وہبی علوم واسرار کے حامل، جن فنون کے جاننے والے آج دنیا میں تقریباً ناپید ہیں ان پر کامل مہارت رکھنے والے خواجہ صاحب، استاذ العلما، بقیۃ السلف، حضرت خواجہ مظفر حسین صاحب رضوی پورنوی "امام علم وفن" کی شکل میں علم وادب کا آفتاب بن کر طلوع ہوئے جس نے صرف جالے کو اجالا نہیں بخشا، بلکہ پورے ملک کو اپنے علم و فن سے درخشندہ بنادیا اور علم وفن کی ایسی رعنائیاں بکھیریں کہ خود امام علم وفن بن گئے ۔ کسی شاعر کا تذکرہ کیا جاسکتا ہے، کسی ادیب کے کارنامے اجاگر کیے جاسکتے ہیں، کسی دانشور پر خامہ فرسائی کی جاسکتی ہے، کسی عبادت گزار کی شب بیداری کا ذکر کیا جاسکتا ہے، کسی متقی و پرہیزگار کی حقانیت کو ظاہر کیا جاسکتا ہے مگر وہ شخصیت جو بیک وقت ادیب بھی ہو، شاعر بھی ہو، عالم و فاضل ہو، جامع معقول ومنقول بھی ہو، فلسفہ شعار بھی ہو ،فصاحت و بلاغت کا بحر بے کراں اور منطق کا استاذ بھی ہو، اس کی شخصیت پر خامہ فرسائی کرنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے جب ہماری نگاہیں قدرت کی دی ہوئی عالم وجود کی پہنائیوں میں تیرتی اور امام علم وفن کو تلاش کرتی ہیں تو دور، بہت دور

تک کوئی مماثل نہیں ملتا اور تھک ہار کر حسرت و یاس میں ڈوب کر دلوں کے جذبات فضاؤں میں رقص کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

امام علم وفن نے اپنی پوری توجہ پڑھنے پڑھانے میں صرف کی، تصنیف وتالیف کی جانب آپ کی کوئی خاص توجہ نہیں تھی، البتہ وقتِ ضرورت آپ نے قلم فیض رقم کو جنبش دی، جس کے نتیجے میں مختلف عنوانات پر مضامین ملک کے طول وعرض سے جاری ہونے والے ماہناموں میں شائع ہو چکے ہیں، جن میں چند یہ ہیں: رفع نزاع کا آسان حل، مقناطیس سمت نما، ۱۷ اونٹوں کی کٹی پٹی تقسیم، قطب شمالی کے شب روز، مائیکروفون، لاوڈ اسپیکر کی آواز اصلی یا نقلی، ٹی وی اور وڈیو کی تصویر اصلی یا فرضی، ۲۷، ۲۸ تاریخوں میں چاند کی رویت کا مسئلہ، ماہ فروری میں ایام اٹھائیس انتیس کیوں؟، الہلال وغیرہ۔ مضامین کے علاوہ کچھ کتابیں بھی ہیں جن میں "ٹی، وی کی تحقیق" سرفہرست ہے۔ ۲۰/اکتوبر، ۲۰۱۳ءکو صبح تقریباً ساڑھے تین بجے کے قریب نورالحق چرہ محمد پور، ضلع فیض آباد میں انتقال ہوا اور ان کے آبائی وطن سنگھیا گاوں ضلع پورنیہ میں تجہیز و تکفین ہوئی، جنازے میں تقریباً ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے شرکت کی۔ حضرت کا وصال یقیناً پوری علمی دنیا اور جماعت اہل سنت کا عظیم نقصان ہے۔ حضرت خواجہ صاحب ملک العلما حضرت مولانا ظفر الدین بہاری کے ارشد تلامذہ میں تھے اور مفتی اعظم مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کے مرید وخلیفہ تھے اللہ تعالی ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

رویتِ ہلال اور اختلافِ مطالع

بتاریخ 18/ نومبر، 2008ء ہندوستانی ٹائم کے مطابق تقریباً 4/ بجے شام کو بولٹن (انگلینڈ) سے فون آیا، آواز جانی پہچانی تھی، لیکن پھر بھی ہم نے پوچھا کہ آپ کون بول رہے ہیں اور کہاں سے بول رہے ہیں؟ ادھر سے آواز آئی ''ہم نظام الدین ہیں اور برطانیہ سے بول رہے ہیں'' اور بعد ادائے مراسم اسلامیہ جب ہم نے عرض کیا کہ کیا حکم ہے؟ تو ادھر سے ارشاد ہوا کہ یہاں آج کل اختلاف المطالع کے متعلق کچھ علمائے کرام کے مابین تبادلہ خیالات ہو رہا ہے؛ آپ سے گزارش ہے کہ اس سلسلے میں آپ اپنی معلومات کے مطابق کچھ افادہ فرمائیں اور اسے کسی ہندوستانی اردو رسالہ میں شائع کر دیں تو کرم ہوگا۔ ہم نے حامی بھر لی اور پھر قلم برداشتہ یہ مضمون لکھ کر برائے اشاعت جام نور کے پتے پر روانہ کر دیا۔

اصل مسئلہ کے متعلق درج ذیل تمہید کا پیش نگاہ رکھنا مناسب ہے، تاکہ اس کے ضمن میں اصل مسئلہ پر تھوڑی بہت روشنی پڑ جائے اور پھر ہم اپنی معلومات کے مطابق امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کے ارشاد کو نقل کریں گے؛ جس سے ہمیں امید ہے کہ قارئین کرام اس مسئلہ کو کافی حد تک سمجھ لیں گے۔

تمہید:

دہور وشہور اور اوقات وازمنہ مثلاً: طلوع وغروب، نصف النہار، فجر وعشا، شب وروز، تاریخ وایام یا مہینہ، سال، صدی یا چاند وسورج کا اجتماع جسے محاق (new Moon) بھی کہتے ہیں یا وقتِ استقبال (full Moon) یعنی بدرِ کامل یا خسوف (lunar eclipse)، کسوف (solar eclipse)، استہلال (visible new moon)، قرانِ السعدین (conjuction) یا قران العلویین (Saturn and Jupiter conjuction) یا اقترانِ کوکبین (planets conjuction) یا سیاروں کی ایک برج سے دوسرے برج میں تحویل یا سورج کا اوج وحضیض (perihelion and aphelion) میں تحویل وغیرہ کے اوقات کی مدت اور اس کی ابتداوانتہا کا تعین، ماہرین علم وفن دوقسم کے اوقات سے کرتے ہیں۔

1۔ اوقات فلکیہ (Astronomical Time)

2۔ اوقات بلدیہ (Local Time)

اس کی بقدرضرورت تفصیل یہ ہے کہ کچھ اوقات کا تعین آفتاب (Sun) اوراقطار عالم کے دائرہ افق (horizon) یا دائرہ نصف النہار (meridian) کے مابین ارتباط اورنسبتوں سے ہوتا ہے۔ مثلاً: جب آفتاب کسی مقام کے دائرۂ افق سے زیریں پہنچتا ہے تو وہاں غروب ہوجاتا ہے اور اگر افق سے 18 ؍ڈگری

نیچے پہنچ جائے تو وقتِ عشا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دوسرے اوقات مثلاً: شب وروز، تاریخ وایام وغیرہ کے آغاز وابتدا میں بھی اقطار عالم کے دائرہ افق (horizon) یا دائرہ نصف النہار (meridian) سے آفتاب کا قرب وبُعد ملحوظ رہتا ہے۔ ان اوقات کو اوقات بلد یہ (Local Time) کہتے ہیں جو ہر مقام کے اعتبار سے الگ الگ ہوتے ہیں اور یہ اوقات بذریعہ علم توقیت معلوم کیے جاتے ہیں، لیکن کسوف وخسوف (eclipses)، اجتماع، استقلال واستہلال ،قران واقتران (conjunctions) وغیرہ کے اوقات میں اقطارِ عالم کے افق سے آفتاب کے قرب وبُعد یا ارتباط کو نہیں دیکھا جاتا، بلکہ نیرین (Sun and Moon) کے مابین تقارب وتباعد یعنی ارتباط یا فلک کے بروج (constellations) اور درجہ ودقیقہ (arc degrees and minutes) سے ارتباط کو ملحوظ رکھا جاتا ہے مثلاً: اگر چاند وسورج کے مابین غایت درجہ تقریب (نزدیکی) ہو تو وقتِ اجتماع (new Moon) ہے، یا غایت درجہ بُعد (دُوری) ہو تو وقتِ استقبال (full Moon) ہے، یا دونوں کے مابین ایسا بُعد ہو کہ دونوں کے درمیان مرکزِ عالم (Earth) واقع ہو تو وقت خسوف (lunar eclipse) ہے، یا دونوں کے مابین ایسا قرب ہو کہ مرکزِ عالم دونوں سے ایک جانب ہو جائے تو وقتِ کسوف (solar eclipse) ہے، یا دو سیارے باہم ایک ہی برج کے ایک ہی درجہ ودقیقہ میں پہنچ جائیں تو یہ وقت قران

(conjuction) ہے۔ مثلاً: مشتری (Jupiter) اور زہرہ (Venus) دونوں میں یہ صفت پائی جائے تو وقت قران السعد ین ہے، یا زحل (Saturn) و مریخ (Mars) کے مابین یہ صفت پائی جائے تو یہ قرانِ العلویین ہے یا کوئی کوکب (planet) کسی برج (zodiac constellation) سے منتقل ہوکر دوسرے برج میں داخل ہوتو وقتِ تحویل ہے، یا نیرین (Sun and Moon) کے مابین بُعدِ سوا اور معدل (azimuth and elongation) اور دیگر شرائط کے ذریعے مخصوص وضع حاصل ہوتو یہ وقتِ استہلال (time for visible new moon) ہے۔ ان اوقات کو اوقاتِ فلکیہ (Astronomical Time) کہتے ہیں۔ ان اوقات کا استخراج علم توقیت سے ممکن نہیں، بلکہ یہ اوقات فن زیج (Astronomical tables) سے حاصل کیے جاتے ہیں۔ ان اوقات میں قطعہ ارض کے اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور نہ آفاق ونصف النہار کے مختلف ہونے سے یہ اوقات الگ الگ ہوتے ہیں۔

فرض کیجیے قران السعد ین (conjuction) لندن کے ٹائم کے مطابق 6 / بجے شام کو ہوا تو دنیا بھر میں قران السعد ین اِسی وقت تسلیم کیا جائے گا۔ خواہ دوسرے مقامات میں یہ وقت 9 / بجے ہو یا 12 / بجے ہو، اِسی طرح مان لیجیے کہ خسوف (lunar eclipse) دہلی کے ٹائم کے مطابق بوقت غروب ہوا تو تمام جہان میں خسوف اِسی وقت مانا جائے گا، خواہ دوسرے مقامات میں وقتِ عشا ہو یا

فجر کا وقت ہو اور جب کبھی اجتماعِ نیرین (new moon) ہو گا تو چار دانگ عالم میں وہی وقت اجتماعِ نیرین کا تسلیم ہو گا اور جب نیرین کے مابین استقبال (full moon) ہو گا تو ساری کائنات کے لیے استقبال کا وقت وہی ہو گا اور یہی حال جملہ اوقات فلکیہ (Astronomical Time) کا ہے؛ لہٰذا وقتِ استہلال جو کہ از قبیل اوقات فلکیہ ہے اس میں بھی مثلِ سابق اوقات کے کسی بلد کے مطالع یا دائرہ افق (horizon) یا دائرہ نصف النہار (meridian) سے آفتاب (Sun) یا ماہتاب (Moon) کی نسبتوں کو نہیں دیکھا جاتا، بلکہ جب کبھی آفتاب و ماہتاب کے مابین دیگر شرائط کے ساتھ بُعدِ معدل (elongation) اور بُعدِ سوا (azimuth) کے ذریعے متعینہ وضع ہو گی تو وقتِ استہلال (time for visible new moon) ہو گا، خواہ یہ وقت دوسری جگہوں میں عصر کا یا مغرب کا یا عشا کا ہو، اِسی وقت سے مہینے کی ابتدا ہو جائے گی، البتہ اس ماہ میں جو عبادت و ریاضت ہو گی وہ بحکمِ شرع اوقاتِ بلدیہ (local time) کے مطابق ہو گی۔

اوقاتِ بلدیہ کا تعلق چونکہ فقط ایک گردش کناں آفتاب (Sun) سے ہے جس کا انضباط بھی تمام سیاروں کی بہ نسبت سہل ہے؛ اس لیے آسانی سے حساب لگا کر اوقاتِ بلدیہ معلوم ہو جاتے ہیں اور علمِ توقیت سے حل کر کے اسے شائع کر دیا جاتا ہے لیکن اوقاتِ فلکیہ (Astronomical Time) کو صرف ایک ہی سیارہ نہیں بلکہ دو (یا زیادہ) سیاروں کی حرکات اور ان کے مابین رشتوں اور دیگر پیچیدہ شرائط کے

ذریعے حل کیا جاتا ہے، بالخصوص اوقات فلکیہ میں سے وقتِ استہلال (time for visible new moon) معلوم کرنے کے لیے عجب عجب حسابی صعوبتوں (مشکلوں) سے گزرنا پڑتا ہے، پھر بھی یقینی طور پر معلوم نہیں ہو پاتا کہ اب وہ وضعِ خاص جو استہلال کے لیے درکار ہے حاصل ہوگئی، اس لیے غیب داں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "انا امة امية لا نكتب و لا نحسب" جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارا دین یسر ہے؛ اس لیے ہماری امت حسابی تدقیقات میں الجھ کر صعوبت میں نہ پڑ جائے؛ لہٰذا اسے رویت پر چھوڑ دے یعنی وقتِ استہلال جو از قبیلِ اوقاتِ فلکیہ (Astronomical Time) ہے اِسے حساب و کتاب سے نہ معلوم کرو، بلکہ اس کا مدار رویت پر رکھو، اگر یہ رویت ہو جائے تو سمجھ لو کہ شمس و قمر میں بوقتِ استہلال جو قرب و بُعد اور وضعِ خاص درکار ہے وہ حاصل ہوگئی۔ الغرض وقتِ استہلال کا مدار حساب و کتاب کے بجائے رویت پر رکھو۔ اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وقتِ استہلال کو اوقات فلکیہ (Astronomical Time) سے خارج کر کے اوقات بلدیہ (local time) میں داخل کردو اور پھر اس پر اختلافِ مطالع کے مسئلہ کی بنیاد رکھو؛ لہٰذا اگر کہیں بھی رویت ہوئی تو سارے جہان والوں کے لیے بھی یہ وقت مہینے کی ابتدا کا ہے بشرطے کہ اس کا ثبوت اُن طریقوں سے ہو جن طریقوں سے ہلال کا ثبوت ہوتا ہے اور جب مہینے کا ثبوت ہو جائے تو پھر اس ماہ میں جو عبادات و ریاضات ہوں انھیں اوقات بلدیہ (local time) کے مطابق ادا کرو۔

مذکورہ بالا تمہید سے واضح ہوا کہ اوقاتِ فلکیہ کی ابتدا و انتہا میں وہی اوضاعِ مخصوصہ علت ہوتی ہیں لہٰذا مہینے کی ابتدا اِسی وضع خاص سے ہوگی، مگر چونکہ اِس مخصوص وضع کا ادراک متعذر رہے جیسا کہ امام احمد رضا نے فتاویٰ رضویہ[1]، جلد 10، ص: 575 میں مجسطی سے نقل کر کے فرمایا کہ خود بابائے ہیئت بطلیموس نے مجسطی میں اس بیان سے پہلوتہی کی ہے، جبکہ دیگر اوقات فلکیہ (Astronomical Time) کے لیے علیحدہ باب وضع کیا؛ لہٰذا عالم ماکان و مایکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس تعذر سے جس میں خود صاحبان فن متحیر و محو تماشا ہیں، اپنی امت کو بچاتے ہوئے اس کو رویت پر معلق فرما دیا۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہی مخصوص وضع ہی علت موثرہ ہے، مگر اس کے ادراک کے متعذر رہونے کی وجہ سے رویت کو اس کا قائم مقام بنا دیا، لہٰذا یہیں سے اصحاب علمِ اصول نے یہ قاعدہ مستنبط کیا کہ جب کسی شے کی علتِ حقیقیہ پر مطلع ہونا متعذر ہو تو سببِ دال اور مقتضی وغیرہ کو اِس کے قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔ جیسے: مشقتِ سفر موجبِ قصر ہوتی ہے، مگر اس پر اطلاع مشکل ہے؛ لہٰذا سفر کو ہی علت رخصت یعنی باعثِ قصر قرار دیا گیا اور خروجِ نجاست حدث کا باعث ہوتا ہے، لیکن حالتِ نوم (یعنی سونے) میں اس کا ادراک مشکل ہے؛ لہٰذا نوم کو ہی موجبِ حدث قرار دیا گیا اور ایسے ہی وجوبِ غسل کے لیے انزال ضروری ہے؛ مگر تواریِ حشفہ کو

---

[1] مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

ہی غسل کے وجوب کا سبب قرار دیا گیا۔

ہمارے ائمہ مجتہدین نے ان ہی مذکورہ بالا امور کے پیش نظر وقتِ استہلال میں اختلافِ مطالع کا کوئی اعتبار نہیں فرمایا، بلکہ ارشاد ہوا کہ اہل مشرق کی رویت مغرب والوں کے لیے بھی رویت ہے ،لیکن ائمہ مجتہدین کے بعض متبعین نے ان امور کی طرف دھیان نہ دے کر، اوقات بلدیہ پر قیاس کر کے یہ فرمایا کہ یہاں اختلافِ مطالع معتبر ہے۔اس تمہید میں بر بنائے مساہلت بعض مقام میں مسامحہ سے کام لیا گیا ہے۔فتدبر و تامل۔

اب آگے امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی وہ تحریر نقل ہے جس میں آپ نے اختلافِ مطالع کے اعتبار پر طرح طرح سے اعتراضات کر کے یہ فرمایا کہ اعتبارِ مطالع کی یہاں کوئی راہ نہیں ہے اس سلسلے میں امام احمد رضا فرماتے ہیں[1] کہ ''فرض کیجیے آفتاب شمالی ہے اور قمر (خطِ استوا پر)وقتِ استہلال(time for visible new moon)عدیم المیل (zero declination)،اورایک شہر خط استوا سے 8 /درجے شمال کو ہے کہ ایک مہینے کی راہ سے کم فاصلہ ہوا اور دوسرا 17 /درجے کہ دو مہینے سے بھی زیادہ فصل ہوا؛ اس لیے کہ غایت تدقیق کے بعد ثابت ہوا ہے کہ زمین کا ایک درجہ 365155 /قدم ہے اور قدم3 / 1 گز اور میل

---

[1] فتاویٰ رضویہ، ج:10،ص:586،مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور

1760 گز کا، تو ایک درجہ ارضیہ 69.129 میل ہوا، راہِ یک ماہہ 576 (میل) کو اس پر تقسیم کرنے سے 8.3030277 (درجات حاصل) ہوتے ہیں[1] یعنی '''54''10'18°8 ح ح ی ند اور تینوں شہر ایک ہی نصف النہار (meridian) کے نیچے ہیں (یعنی اُن کا طول بلد ایک ہی ہے)، اب فرض کیجیے کہ صورتِ مذکورہ میں خطِ استوا میں رویت ہلال ہوئی تو شہر ابعد در کنار شہر وسطانی میں بھی رویت ضروری نہیں، حالانکہ ایک ماہ راہ سے کم فاصلہ ہے اس لیے کہ خطِ استوا میں اِدھر تو آفتاب جلد ڈوبے گا تو اندھیرا جلد ہو کر رویت کا معین ہوگا، اِدھر افق منتصب ہے تو آفتاب بعدِ غروب جلد افق سے دور ہو کر نور شفق کہ عائق رویت ہوتا جلد کم ہو جائے گا، ادھر قمر کا ارتفاع زائد ہے تو دیر تک بالائے افق رہے گا اور یہ بھی مؤید رویت ہوگا، بخلاف بلد شمالی کہ وہاں سب امور بالعکس ہیں اور اِسی صورت میں فرض کیجیے کہ شہر ابعد میں رویت ہوئی تو شہر وسطانی در کنار خط استوا میں بھی بدرجۂ اولیٰ رویت ہوگی کہ مؤیداتِ رویت وہاں بافراط ہیں، حالانکہ دو ماہ راہ سے زیادہ کا فاصلہ ہے؛ تو معلوم ہوا کہ جنوباً شمالاً کبھی ایک مہینے سے بھی کم کا فاصلہ اختلافِ رویت لاتا ہے اور کبھی دو مہینے سے زیادہ کا بھی فاصلہ اختلاف نہیں لاتا۔

اب یہ تقریر اس طرف لے جائے گی کہ شہروں کا باہم بُعد (فاصلہ) معتبر

---

[1] سطح زمین پر شمالاً جنوباً عرض بلد پر ایک درجہ تقریباً 111 رکلومیٹر یعنی 69 رمیل کا ہوتا ہے۔

نہ ہو، حالانکہ اختلافِ مطالع ماننے والوں کی عبارات اس میں نص ہیں، نہ تفاوتِ عرض (latitudinal difference) معتبر ہو نہ تفاوتِ طولِ شرقی، بلکہ صرف تفاوتِ طولِ غربی معتبر ہو، یعنی جس کا طولِ غربی اس شہر سے ایک ماہ راہ یعنی 8 / درجے 18 / دقیقے ہو وہاں کی رویت معتبر ہو، مگر بنے گی یہ بھی نہیں کہ تفاوت عرض بھی قطعاً اختلاف رویت لاتا ہے جس کے بعض وجوہ کی طرف ابھی اشارہ ہوچکا تو اس کا نظر سے اسقاط ناممکن، تفاوت عرض (latitudinal difference) سے یہاں تک تو ہوگا کہ ایک شہر میں ہلال مرئی (visible) ہو اور دوسرے شہر میں چاند اس وقت زیرزمین جاچکا ہو، رویت وعدم رویت ہلال تو بالائے طلاق رہی، غرض یوں بھی ٹھیک نہیں آتی اور حقیقتِ امر یہ ہے کہ تحدید کرنے والوں نے محض سرسری طور پر ایک حد کہہ دی، تنقیح پر آیئے تو قیامت تک وہ خود اس کی حد بست نہ کرسکیں گے۔

اس سب سے قطع نظر کیجیے تو اب ہمارا وہ سوال متوجہ ہے کہ اس اعتبارِ اختلاف سے کیا مراد، آیا دو شہروں کا ایسا فصل کہ چاند جب ایک میں مرئی (visible) ہو تو دوسرے میں رویت ہمیشہ ناممکن، یہ وہ اختلافِ مطالع ہے جسے معتبر مانتے ہیں یا صرف ایسا فصل کہ ایک میں رویت ہونے کے ساتھ دوسرے میں رویت نہ ہونا ممکن ہو یہ معتبر ہے؟ بالجملہ بنظرِ فاصلہِ بلدین دوسرے شہر میں عدم امکان چاہیے یا امکانِ عدم، اول تو یقینا باطل ہے؛ دنیا میں کوئی فاصلہ ایسا نہیں کہ

ایک جگہ 29 کی رویت کو صرفِ نظر بفصلِ مسافت بے لحاظ خصوصِ حال ہلال حال دوسری جگہ محال کرتا ہو، اختلاف معتبر ماننے والوں نے بڑی حد یک ماہ راہ بتائی، اور انھیں بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ ہزار ہا بار یہاں بھی 29 کا چاند ہوا اور یہاں سے مہینوں راہ کے فاصلے پر بھی ہوا، بلکہ جب یہاں 29 کا ہو تو اس عرض (latitude) میں غرب کو جتنا بڑھیے بدرجہ اولیٰ 29 ہی کا ہوگا تو بالضرورۃ ثانی ہی مقصود اور اب بالیقین راہِ تحدید مسدود، مہینے بھر کی راہ تو بہت ہے، 24 رفرسخ کا فاصلہ جس پر تاج تبریزی نے ادعا کیا کہ اس سے کم میں اختلاف ممکن نہیں اور علامہ شامی نے براہ تحسین ظن فرمایا کہ ان کا یہ دعویٰ قواعد فلکیہ پر ہی مبنی ہوگا۔

اقول: ہرگز قواعد فلکیہ اس عدم امکان کے ساتھ مساعد نہیں، بلکہ صراحتاً اس کا رد کرتے ہیں، ایک درجہ زمین یقیناً 24 رفرسنگ سے کم ہے کہ یہ 69 رمیل ہے اور وہ 72، مگر ایک درجے، بلکہ اس سے کم فصل غربی پر بھی اختلاف رویت ممکن، دربارۂ ہلال کہ کب صالح رویت ہوتا ہے؟ اگر چہ اختلافِ اقوال بکثرت ہے، اس میں دس قول تو اس وقت میرے پیش نظر ہیں، جن کی وجہ ہی ولو کان من عند غیر اللہ (اگر وہ غیر خدا کے پاس سے ہوتا) ہے، مگر متاخرین اہل ہیئت (astronomers) نے بعد تطاولِ تجارب (طویل تجربات کے بعد) جس پر استقرارِ رائے کیا وہ یہ ہے کہ نیرین (Sun and Moon) میں بُعدِ سوا (azimuth) دس درجے سے زائد ہو اور بُعدِ معدل (elongation)

10 /درجے سے کم نہ ہو، زیج سلطانی میں ہے :

اگر بعد معدل میان دہ درجہ، دوازدہ درجہ باشد، بعد سوا، از دہ بیش تر باشد ہلال بتواں دید باریک (زیج سلطانی)

بعد معدل اگر دس اور بارہ درجے کے درمیان ہو اور بعد سوا، دس درجے سے زائد ہو تو چاند دیکھا جا سکتا ہے۔

علامہ عبدالعلی برجندی شرح میں فرماتے ہیں :

تاہر دو شرط وجود نگیر و ہلال مرئی نہ شود و متعارف دریں زمان ایں است۔

جب تک یہ دونوں شرطیں نہ پائی جائیں چاند نظر نہیں آ سکتا اور اس زمانے میں یہی متعارف ہے۔

اب فرض کیجیے کہ یہاں وقتِ غروب بُعدِ سوا (azimuth)، ط نط یعنی دس درجے سے ایک دقیقہ کم تھا ('9°59) تو ہلال قابل رویت نہ تھا اور ایک درجہ حرکت وسطی 4 /دقیقہ (arc minute) میں ہے اور اس مدت میں سبقِ قمر تقریباً دو دقیقے ('0°2)، بلکہ کبھی اس سے بھی زائد ہے تو جب قمر اس شہر سے ایک درجہ، بلکہ کم فاصلے کے مقامِ رویت پر آیا بُعد دس درجے سے زائد ہو گیا اور رویت ہو گئی، اسی طرح ارتفاعِ قمر (altitude) وغیرہ اختلاف کے ذرائع سے بھی تقریر مدعا ممکن، تو ثابت ہوا کہ 24 /بلکہ 23 /فرسخ سے کم پر بھی اختلاف ممکن ہے، اب کوئی راہ نہ رہی سوا اِس کے کہ حد اصلاً نہ باندھیے، بلکہ یا تو ہمیشہ ہر جگہ ہر ماہ کے

لیے خصوص حال ہلال، حال ومحال استہلال پر نظر کیجیے یا مطلقاً کہہ دیجیے کہ ایک شہر کی رویت دوسرے شہر کے لیے اصلاً معتبر نہیں اگر چہ 24 ر فرسخ سے بھی کم فاصلہ ہو، ثانی تو بالا جماع مردود ہے، اختلاف معتبر ماننے والے بھی ایسے عموم و اطلاق کے ہرگز قائل نہیں اور اول کی طرف کوئی راہ نہیں، اَمر اِنھیں حساباتِ دقیقہ طویلہ مرئی[1] وعرض مرئی[2] وانکسار افقی[3]، اختلاف منظر افقی[4] وتعدیل الغروب[5] وبعد معدل[6] وغیر ہا کے ذرائع سے جن کے بعد بھی بہت اوقات سواظن وتخمین کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا، یہ وہی محاسبات ہیں جن کو شریعتِ مطہرہ دربارۂ ہلال یک لخت ساقط وباطل فرما چکی، تو بحمد للہ تعالیٰ نہ ہلال روشن بلکہ آفتاب پردہ برافگن کی طرح آشکارا ہوا کہ اختلافِ مطالع معتبر ماننا ہی خلافِ تحقیق تھا۔

نوٹ:

شرع مطہر نے اوقات کا مدار رویت پر رکھا ہے، لیکن بار بار

---

[1] calculations for visible new moon

[2] latitude for visible new moon

[3] horizontal refraction

[4] horizontal parallax

[5] declinations of the moon

[6] elongation

مشاہدے اور تجربے سے پتا چلا ہے کہ اوقات بلدیہ (local time) میں مشاہدہ اور حساب میں باہم تلازم ہے۔ اس لیے اوقاتِ صلوٰۃ وصوم میں حساب بھی معتبر ہے۔ البتہ اوقاتِ فلکیہ (Astronomical Time) میں سے جو شرع میں معتبر ہے اس میں حسابات سے سواظن وتخمین کے کچھ ہاتھ نہیں آتا؛ اس لیے اس میں حسابات کو یک لخت ساقط قرار دیا گیا ہے۔

(ماہنامہ جام نور، اکتوبر 2009ء، ص 56)

20180606

ناشر

ادارہ عرفان التوقیت

فون نمبر: 3531226 332 92+

fb.com/ilmetauqeet

پاکستان میں چاند دیکھنے کے حوالہ سے اعتراضات کا علمی جائزہ

مفتی اعظم پاکستان **مفتی منیب الرحمٰن صاحب** کے قلم سے

Rs. 100/-

اس کتاب میں آپ یہ بھی پڑھ سکیں گے کہ
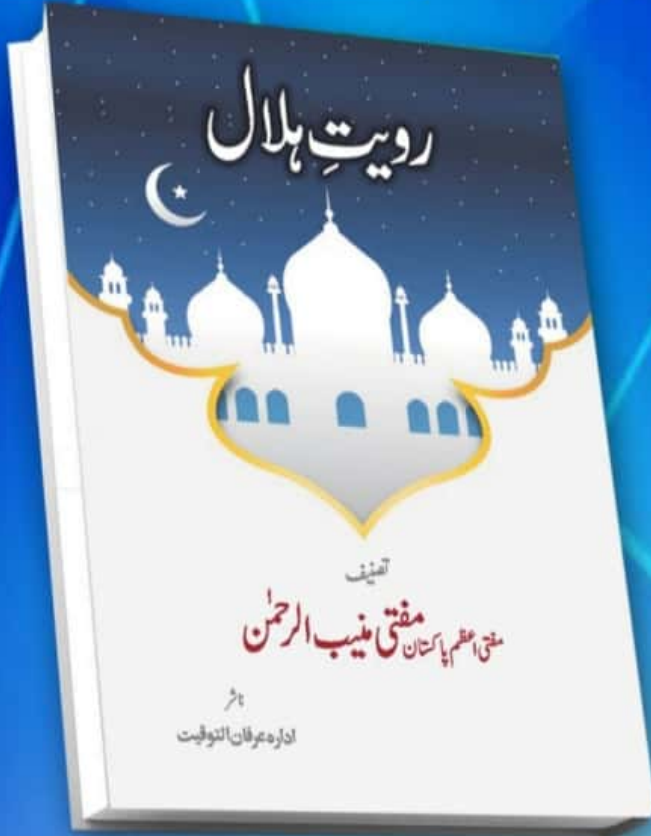
- ہمارے میڈیا کا طرزِ عمل
- مستقل قمری کیلنڈر کا مسئلہ
- قضا ریاست کی طرف سے مفوض ہوتی ہے
- ایک ہی ملک میں روزہ و عید الگ الگ کیوں؟
- دن کے وقت نظر آنے والے چاند کی وضاحت
- پرائیویٹ رویت ہلال کمیٹیوں کی شرعی حیثیت
- شہادت کے ردّ و قبول کا اختیار قاضی کے پاس ہے
- سعودی عرب کے ساتھ رمضان و عیدین کیوں نہیں؟
- کیا کئی قمری مہینے مسلسل 29 دن یا 30 دن کے ہو سکتے ہیں؟
- نئے چاند کی جسامت بڑی محسوس ہونے پر غلط رویت ہونے کا قیاس
- یوم شک کا روزہ رکھوانے اور تیس رمضان کے روزے سے محروم کرنے والے مفتی صاحبان کا حکم

0332-3531226
/ilmetauqeet
ilmetauqeet@gmail.com

ناشر

ادارہ عرفان التوقیت